

ترتیب قرآن مجید اور مستشرقین

ڈاکٹر حافظ محمود اختر*

قرآن مجید جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اسی طرح اس کی ترتیب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کر دی گئی ہے اور جس طرح قرآن کا متن متعین ہے اسی طرح اس کی ترتیب میں بھی کسی انسان کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے متعینہ ترتیب کو ترتیب توقیفی کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید کی موجودہ ترتیب توقیفی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ ترتیب خود مقرر کی ہے۔ نزول وحی کے ساتھ ہی جبریل، نبی اکرم کو ہر نازل ہونے والی آیت یا آیات کی جگہ کے بارے میں بتادیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کے نزول کا طریقہ اور انداز خطبات اور ایک بادشاہ کی جانب سے جاری ہونے والے احکام اور فرامین کا سا ہے۔ مسلمانوں کو جو مسئلہ درپیش ہوتا اللہ تعالیٰ اس کی مناسبت سے احکام جاری فرمادیتے۔ جس طرح پیش آنے والے مسائل کی کوئی ترتیب نہیں ہوتی اسی طرح احکام کے نازل ہونے کی بھی کوئی ترتیب نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن جبریل کسی بھی آیت کے نازل ہونے کے وقت نبی اکرم کو اس آیت کی جگہ بتا دیتے تھے کہ اسے فلاں آیت کے بعد رکھا اور پڑھا جائے۔

مستشرقین جس طرح قرآن مجید کے متن میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اسی طرح انہوں نے قرآن کی توقیفی ترتیب کے بارے میں بھی محض اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر شکوک و شبہات پیدا کئے۔ اس اعتبار سے ان کے نقطہ نگاہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کی ترتیب میں کوئی اصول اور ضابطہ کار فرمانہیں ہے۔ یہ بے ہنگم اور بے ربط ہے۔ مختلف اوقات میں اس کی ترتیب میں لوگوں نے تصرفات کئے۔ اس لیے قرآن اب اپنی اصلی ترتیب پر قائم نہیں رہ سکا۔ اگر کسی نے اصل قرآن حاصل کرنا ہے تو اسے اس کو اس ترتیب کے مطابق مرتب کرنا ضروری ہے جس پر یہ نازل ہوا تھا۔ لیکن اب یہ ممکن نہیں اس کے لیے قرآن کو اس ترتیب پر لانا ناممکن ہے۔ اس طرح قرآن کا اپنی اصل حالت میں ملنا بھی ناممکن ہے۔

قرآن مجید کو ترتیب نزولی میں قائم رکھنا اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ تھی۔ اگر اس ترتیب کو قائم

* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

رکھنا اتنا ہی ضروری ہوتا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے متن کی حفاظت کا ذمہ لیا اور پھر اسے محفوظ رکھا، اللہ تعالیٰ کے لیے ہرگز مشکل نہ تھا کہ وہ اس کی نزولی ترتیب کی بھی حفاظت کرتا۔ ترتیب قرآن کی حفاظت درحقیقت متن قرآن کی حفاظت کی مانند ہی ہے۔ سورۃ القیامۃ کی آیت ان علینا جمعہ وقرآنہ (قرآن کو جمع کرنا اور اسے پڑھنا بے شک ہمارے ذمہ ہے) سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے کہ نزولی ترتیب کو قائم رکھنا ضروری نہ تھا۔ بلکہ جو ترتیب محفوظ رکھنا ضروری تھی۔ (یعنی ترتیب توقیفی) اسے اللہ نے محفوظ رکھا ہے۔ جس چیز کو (قرآن کے متن کو) محفوظ رکھنا ضروری اور مطلوب تھا صحابہ کرامؓ نے اس کے لیے ہر طرح کا اہتمام کیا۔ اسے لکھا بھی اور اسے حفظ بھی کیا۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے عہد میں کسی صحابی کی طرف سے اس طرح کے ذوق و شوق کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی نے نزولی ترتیب کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہو۔ صرف حضرت علیؓ کے بارے میں روایت ملتی ہے کہ آپ نے قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اگر اس طرح کی کوئی کوشش انہوں نے کی بھی تھی تو یہ حضرت علیؓ کا قرآن کے ساتھ خصوصی ذاتی شغف اور محبت ہی تھی اگر یہ کام اس قدر اہم تھا تو جہاں حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد صحابہ کو متن قرآن کو بین الدفین محفوظ کرنے کی فکر لاحق ہو گئی تو اس طرح انہیں قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی فکر بھی ہو جانی چاہیے تھی۔ یہ کس طرح سوچا جاسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ، حضرت ابو بکر صدیقؓ، قرآن بین الدفین جمع کرنے اور تمام صحابہؓ کی شمولیت اور اجماع سے ایک متفقہ مصحف تیار کروانے کے لیے تو مجبور کریں لیکن نزولی ترتیب کی طرف کوئی توجہ نہ دیں۔

حضرت علیؓ کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے ترتیب نزولی کے مطابق ایک نسخہ قرآن مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس حوالے سے ہمیں کسی ایسے نسخے کی موجودگی کا پتہ نہیں چلتا جو حضرت علیؓ کی کاوش کا نتیجہ تھا۔ جب حضرت علیؓ نے اس طرح کی کوشش کی تھی تو پھر وہ نسخہ کدھر گیا جو انہوں نے مرتب کیا تھا۔ ابن ندیم نے اس نسخے کا ذکر تو کیا ہے لیکن ”الفہرست“ میں اس طرح کی کوئی ترتیب موجود نہیں ہے۔ ۵۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ ترتیب نزولی کو قائم رکھنا نہ تو اللہ کی مشیت تھی اور نہ لوگوں نے اسے محفوظ کرنے کی کوئی کوشش کی۔ جس ترتیب کو قائم رکھنا مقصود تھا اس ترتیب (توقیفی) کے مطابق مسلمان آج بھی قرآن پڑھتے ہیں۔

بڑی حیران کن بات یہ ہے کہ جس ترتیب کو قائم رکھنا نہ اللہ کو مطلوب تھا نہ مسلمانوں نے اسے قائم رکھنے کی کوئی کوشش کی بلکہ مسلمان تو کہہ رہے ہیں کہ اب اسے ترتیب کے مطابق قرآن مرتب کرنا ناممکن ہے، مستشرقین نے اسی ناممکن کو حاصل کرنے کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔ قرآن کی ترتیب کو نزولی شکل میں لانے کی کوشش کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی درخت کے پتے گرنے کا بیڑہ اٹھائے۔ اس کام کے لیے اسے محنت تو بہت کرنا پڑے گی لیکن اس کا فائدہ کچھ بھی نہ ہوگا۔

قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی کوشش درحقیقت قرآن کی صحت کے بارے میں ابہام پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہی ہے۔ آخر سوچنے کی بات ہے کہ تو قیفی ترتیب انہیں کیوں پسند نہیں ہے اور نزولی ترتیب میں کیا اسرار چھپے ہوئے تھے کہ مستشرقین ان اسرار کو حاصل کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔

قرآن کی ترتیب کے بارے میں مستشرقین کی رائے

A.J.Arbery کہتا ہے۔

(i) حضرت عثمان کے تیار کردہ نسخہ میں ترتیب نزولی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ آیات کو خلط ملط کر دیا گیا۔ مستشرقین بھی نزول ترتیب دینے میں ناکام رہے ہیں۔ ۱۔

(ii) De Lacy Johnstone کہتا ہے کہ قرآن کی ترتیب کا کام حضورؐ کے بعد دوسرے لوگوں نے انجام دیا۔ قرآن کی ترتیب کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ تنقید سے بالاتر نہیں ہیں اور ان کی بنیاد پر قرآن کو مرتب نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۔

(iii) نکلسن کا نقطہ نگاہ بھی یہی ہے کہ موجودہ قرآن میں آیات کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ ۳۔

(iv) Lane Pool کہتا ہے کہ قرآن کسی اصول کے تحت مرتب نہیں کیا گیا۔ آیات خلط ملط کر دی گئیں۔ سورتوں کو طوالت کی بنیاد مرتب کیا گیا۔ زید ابن ثابتؓ کو اگرچہ کئی مدنی سورتوں کے بارے میں پتہ تھا لیکن اس بات میں شک موجود ہے کہ انہوں نے آیات کی ترتیب میں اس کا لحاظ رکھا تھا یا نہیں۔ وہ ترتیب کی موجودہ شکل کو Unscientific قرار دیتا ہے۔ اس مستشرق نے نو لڈ کے کی طرف سے قرآن کے ادوار کی تقسیم کو سائنٹیفک قرار دیا ہے۔ ۴۔

(v) James Kritzeck کا خیال ہے کہ سورتوں کو طوالت کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا

ہے۔ یہ ترتیب الٹی ہے اور اس کے مطابق قرآن پڑھنا ایسا ہے جیسے الناقرا قرآن پڑھنا۔ اس ترتیب سے قرآن پڑھنے میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ ۱۰۔

(vi) - N.J.Dawood لکھتا ہے کہ قرآن کی موجودہ ترتیب حضورؐ کے بعد دی گئی۔ اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس میں کوئی ترتیب اور روانی نہیں ہے۔ ۱۱۔

(vii) - Rom Landau کہتا ہے کہ قرآن کا مطالعہ جب مغربی لوگ کرتے ہیں تو اس سلسلے میں انہیں بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سورتیں طوالت کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہیں۔ اس میں روانی کا فقدان ہے۔ اس کی ترتیب میں تاریخی اعتبار سے تسلسل نہیں ہے۔ ۱۲۔

(viii) - S.E.Frost نے بھی لکھا ہے کہ سورتوں کو طوالت کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے۔ ۱۳۔
(ix) - Rodwell اور Tritton نے حضرت زید ابن ثابتؓ کو مورد الزام ٹھہرایا ہے کہ انہوں نے ان امکانات کو ختم کر دیا کہ قرآن کو تاریخی اعتبار سے مرتب کیا جاسکے۔ انہیں جوں جوں اوراق ملتے گئے انہیں جوڑتے گئے اور انہوں نے قرآن کے تسلسل کا لحاظ نہیں رکھا۔ ۱۴۔

(x) - Rodwell کا بھی نقطہ نگاہ یہی ہے کہ مضامین کے تسلسل کا خیال نہیں رکھا گیا۔ ۱۵۔
(xi) - آرتھر جیفری کا بھی یہی نقطہ نگاہ ہے۔ اس نے بہت سی سورتوں کو اصل قرآن سے خارج قرار دیا ہے۔ ۱۶۔

(xii) - مارگولیتھ (MARGOULOUTH) خیال ہے کہ آیات کا مسئلہ خاصا مشکل ہے کم از کم حضور اکرم ﷺ ہم عصر میں سے کسی نے جرأت نہیں کی کہ وہ قرآنی آیات کو مرتب کرے گا۔ اگر مستشرقین کے ان تمام نقطہ ہائے نگاہ کا خلاصہ حاصل کیا جائے تو مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔ ان کے خیال میں

- ۱۔ آیات و سورت قرآن کو کبھی مرتب کیا ہی نہیں گیا۔
- ۲۔ نبی اکرمؐ کے بعد لوگوں نے کسی اصول و قاعدے کے بغیر اپنی اپنی رائے کے مطابق قرآن کو ترتیب دے لیا۔ اب موجودہ ترتیب بے ہنگم اور بے نظم ہے جو قرآن کو سمجھنے میں رکاوٹ ہے۔ ان کے خیال میں اگر کوئی اصول کا فرما ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ لمبی سورتیں پہلے اور تد رتجنا چھوٹی سورتیں

بعد میں ہیں۔

۴۔ اب اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ قرآن کو اپنی تاریخی ترتیب سے مرتب کیا جاسکے۔ لہذا اصل قرآن تلاش کرنا اب عبث ہے۔

۵۔ اصل قرآن اسی وقت حاصل ہوگا جب قرآن کو تاریخی ترتیب سے مرتب کیا جائے۔

۶۔ قرآن کی موجودہ ترتیب بے مقصد اور بے قاعدہ ہے۔

دوسرا اصول یہ دکھائی دیتا ہے کہ نبی اکرم کو جس طرح کے حالات کا سامنا تھا، اس کے رد عمل میں قرآن تیار ہوتا گیا۔

ترتیب آیات و سورتوں کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا ناقدانہ جائزہ

قرآن مجید کو نزولی ترتیب کے مطابق لانے کی کوششیں جن مستشرقین نے کی ہیں ان میں یہ لوگ شامل ہیں۔

ولیم میور (William Muir) نولڈ کے (Noldeke) ویل (Weil) گرم (Grimm) راڈ ویل (Rod Well) فلوگل (Flugal) ایچ ہرشفیلڈ (H. Hirschfeld) اور بلاشر (R. Blacher) وغیرہ شامل ہیں۔

ولیم میور کہتا ہے کہ ابتدائی سورتیں ضائع ہو گئیں۔ اس نے نبی اکرم کی حیات طیبہ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا اور کہا ہے کہ قرآن کا نزول آپ کے انہی ادوار کے حوالے سے ہوا یہ ادوار اس نے اپنے خیال اور ظن و گمان کی بنیاد پر ہی ترتیب دئے ہیں۔

میور نے جو ادوار متعین کئے ہیں اس کے خیال کے مطابق اکیس سورتیں ایسی ہیں جو ان ادوار میں سے کسی دور میں شامل نہیں کی جاسکتیں۔ کیونکہ ان سورتوں کے نزول کے زمانے کا تعین میور کر نہیں سکا۔ ان سب خیالات کی بنیاد کوئی تاریخی روایت ہے اور نہ کوئی عقلی دلیل۔ بلکہ یہ اس کا ذاتی خیال ہے۔ (ایک طرف مسلمانوں نے قرآن کی تدوین کی تاریخ معتبر ذرائع سے پیش کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ کتابت اور حفظ وحی کا ایک نظام نبی اکرم کی زندگی میں موجود تھا جس کی موجودگی میں اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ کوئی آیت لکھے جانے سے رہ گئی ہو۔ ان مستند شواہد کے مقابلے

میں ولیم میور اگر محض اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر ایسی بات کرتا ہے جو ان تاریخی حقائق کے بالکل الٹ ہے تو تحقیق کے اصول کے تحت بھی ظن و تخمین کی بجائے حقائق کو تسلیم کرنا لازم ہوتا ہے۔

نولڈ یکے لکھتا ہے کہ یہی بات بہتر ہے کہ ہم مکہ کی سورتوں کے تین گروہوں کو کسی حد تک ایک خاص ترتیب کے ساتھ یکجا کر لینے پر اکتفا کر لیں۔ ۱۹ گویا دوسرے لفظوں میں اسے تو معلوم نہ تھا کہ ایک مکی دور کب ختم ہوا اور دوسرا دور کب شروع ہوا۔

نولڈ یکے ہر جگہ تشکیک اور بے یقینی کا شکار ہے۔ وہ مکی دور کو تین حصوں میں تقسیم تو کرتا ہے لیکن ان کی حد بندی نہیں کر پایا کہ ایک دور کہاں ختم ہوتا ہے اور اگلا دور کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مدنی سورتیں مکی سورتوں سے مضامین کے اعتبار سے مختلف ہیں اور الگ الگ پہنچانی جاسکتی ہیں۔ لیکن آگے چل کر کہتا ہے مدینہ کی سورتوں کے بارے میں بھی بہت سی غیر یقینی باتیں موجود ہیں۔ اس کے خیال میں سورتوں کی ترتیب ان کی طوالت کی بنیاد پر ہی کی گئی ہے۔ اپنی تمام تحقیقات پیش کرنے کے بعد وہ لکھتا ہے کہ اس سلسلے میں ہماری تحقیقات حتمی نہیں ہیں اور محض ہمارے ظن و تخمین کی بنیاد پر ہی ہیں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ ظن و قیاس کی بنیاد پر کیا جانے والا فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ ۲۰ منٹنگمری واٹ نے بھی اس کے نظریات کا جائزہ لیا ہے۔ ۲۱

ولیم میور نے قرآن مجید کی سورتوں کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور اٹھارہ سورتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں چھوٹی چھوٹی نغماتی یا نثر کے بے جوڑ ٹکڑے ہیں۔ اس کے خیال میں یہ ٹکڑے اس وقت کے لکھے ہوئے ہیں جب آپ کو خدائی مشن کا خیال نہیں آیا تھا۔ ان میں سے کوئی ٹکڑا بھی ایسا نہیں کہ اسے خدائی پیغام کہا جاسکے۔ اس کے بیان کردہ دوسرے دور میں چار سورتیں ہیں۔ اس دور کا تعلق اس زمانے سے ہے جب آپ نے وحی کا اعلان کیا یہ سورۃ نمبر ۹۶ سے شروع ہوتی ہے۔ تیسرے دور میں ۱۹ سورتیں ہیں۔ تیسرے دور میں آپ کو مخالفین کی شدید مخالفت کا سامنا تھا۔ یہ دور نبوت کے پانچویں برس تک پھیلا ہوا ہے۔ اسکے بیان کردہ چوتھے دور میں ۲۳ سورتیں ہیں یہ بیسویں سال نبوت تک ہے۔ اب قرآن میں قدیم عرب کی کہانیاں اور یہود کی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے خیال میں اس وقت نبی ﷺ نے بت پرستی سے عارضی سمجھوتا کر لیا تھا۔ (نبی اکرم کی

حیات طیبہ سے ایک مثال بھی پیش نہیں کی جاسکتی کہ آپ نے ایک دن کے لیے بھی کسی باطل سے سمجھوتہ کیا ہو اس کے لیے آپ کو بار بار پیش کشیں کی گئیں آپ نے ہمیشہ ان پیش کشوں کو ٹھکرایا۔ آپ کو ہر طرح کا لالچ دیا گیا۔ دھمکیاں دی گئیں لیکن آپ ان میں سے کسی کو خاطر میں نہ لائے۔

ولیم میور قرآن کے نزول کا پانچواں دور، دسویں سال نبوت سے ہجرت مدینہ تک کے دور کو قرار دیتا ہے۔ اس میں ۳۱ سورتیں شامل کرتا ہے۔ اس دور میں انجیل کے بیانات بھی ہیں۔ حج کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ (حالانکہ حج تو دس ہجری میں لازم ہوا جبکہ میور کے خیال میں یہ دور ہجرت مدینہ پر ختم ہو رہا ہے۔) ولیم میور کے خیال میں اب سورتیں طویل ہونا شروع ہو گئیں۔ اس کے خیال کے مطابق نزول قرآن کا آخری دور پورے مدنی دور پر مشتمل ہے اس میں بیس سورتیں شامل ہیں۔ ولیم میور نے نبی اکرمؐ کی زندگی کے جوادوار متعین کئے ہیں وہ مسلمانوں ہی کی تاریخ سے اخذ شدہ ہیں لیکن اس نے قرآن کے مضامین ان ادوار کی مناسبت سے خود اپنے ظن و تخمین کی بنیاد پر متعین کئے ہیں۔ ۲۲

مستشرقین نے قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے کی جو کوششیں کی ہیں ان میں اکثر کو بہت بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں مثلاً ہرش فیلڈ نے یہ غلطی کی ہے کہ اس نے پورے قرآن کا طرز بیان کے اعتبار سے نازل ہونا فرض کر لیا ہے۔ اس نے ہر سورۃ کے متعدد دیکڑے کر دئے اور رکوعوں میں بھی تقدیم و تاخیر کر دی۔ مثلاً سورۃ البقرہ کی آیت ۲۰۰ سے ۲۱۰ تک کو وہ کئی آیات قرار دیتا ہے حالانکہ ان آیات میں بنی اسرائیل کا موضوع زیر بحث ہے اور واضح طور پر یہ سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ یہاں خطاب یہود سے ہے یہود مدینہ طیبہ میں تھے۔

اسی طرح وہ سورۃ الحج کی ابتدائی تیرہ آیات کو کئی قرار دیتا ہے۔ وہ اس کی دلیل یہ دیتا ہے کہ ان آیات کا اندازہ کئی آیات کی مانند ہے حالانکہ یہ سورت تو مدنی ہے۔ اسی طرح وہ سورۃ الحج کی آیات نمبر ۶۲ تا ۷۱ کو کئی آیات قرار دیتا ہے۔ حالانکہ ۶۶ ویں آیت میں واضح طور پر حج کا ذکر ہے اور حج تو ۹ ہجری کو فرض ہوا تھا اور یہ مدنی دور ہے۔ ۲۳

مستشرقین کو کس کس طرح کی غلطیاں لگی ہیں اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ولیم

میور (William Muir) کا بتان وحی میں حضرت خدیجہ الکبریٰ، ورقہ بن نوفل اور حضرت علیؓ کو شامل کرتا ہے۔ حالانکہ ورقہ بن نوفل تو نابینا تھے۔ اور وحی کے ابتدائی دور میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہ نے کبھی ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اس طرح آغاز وحی کے وقت حضرت علیؓ کی عمر دس سال سے بھی کم تھی۔ ۲۴

مستشرقین میں جس شخص نے بھی اس سلسلے میں کوششیں کی ہیں آخر میں وہ یہی کہتا ہے کہ میری تمام کوششیں ادھوری ہیں اور میں کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکا۔ نولڈ کیلے کہتا ہے کہ قرآن کو مرتب کر سکرنا ناممکن ہے کیونکہ اس کی ترتیب کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم تھا ہی نہیں۔ ۲۵ ڈاکٹر منگانا کہتا ہے کہ قرآن کو تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کرنے کی جو کوششیں یورپ والوں نے کی ہیں وہ اتنی ہی ناکام ہوئی ہیں جس قدر مسلمان ناکام رہے ہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنا مسلمانوں کا مسئلہ رہا ہی نہیں۔ انہوں نے کبھی ایسی کوئی کوشش کی ہی نہیں کہ ان کے اس سلسلے میں کامیاب یا ناکام ہونے کی بحث کی جائے۔ نزولی ترتیب سے قرآن کو مرتب کرنا نہ کبھی ان کا مسئلہ تھا نہ انہوں نے اس سلسلے میں کوشش کی۔ ۲۶ وائل نے قرآن کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا لیکن وہ کہتا ہے کہ یہ تقسیم یقینی نہیں ہے۔ ۲۷

مستشرقین کسی دلیل یا تاریخی شہادت کی بنیاد پر بات نہیں کرتے بلکہ قرآن کو نزولی ترتیب دینے کی کوشش محض ظن و تخمین کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ نولڈ کیلے کہتا ہے کہ ترتیب قرآن کے بارے میں ہماری ساری کوششیں مفروضوں پر مبنی ہیں اور اس طرح ظن و تخمین کو بنیاد بنا کر انسان داخلی مفروضات اور اوہام کو یقینی بات مان لینے پر مجبور ہو جاتا ہے ۲۸ ظاہر ہے ایک طرف قرآن کی توقیفی ترتیب کے بارے میں قابل اعتبار روایات ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کے قیافے اور انکل ہیں۔ اخلاق اور اصول کا تقاضا بھی یہی ہے کہ روایت کا مقابلہ روایت کے ساتھ کیا جائے۔ معتبر روایت کا مقابلہ معتبر روایت ہی کر سکتی ہے۔ ظن و تخمین اور معتبر روایات کو کبھی بھی ایک دوسرے کے مد مقابل نہیں لایا جاسکتا۔

ترتیب قرآن کے بارے میں مستشرقین کا آپس میں کسی نقطے پر اتفاق رائے نہیں پایا

جاتا۔ مثلاً ایک شخص ایک نقطہ نگاہ اختیار کرتا ہے تو دوسرا اس کی تردید کر دیتا ہے۔ مثلاً ولیم میور نے نبی اکرمؐ کی زندگی کو چھ ادوار میں تقسیم کیا اور کہا کہ قرآن کا اسلوب انہی ادوار کے حوالے سے متعین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن نوئل یکے کہتا ہے کہ ان ادوار کے متعین کرنے میں ولیم میور کے ذاتی قیاسات ہی کارفرما ہیں۔ نوئل یکے نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیاد وائل اور ولیم میور ہے۔ وہ میور پر تنقید کرتا ہے لیکن اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کہتا ہے کہ ابتدائی سورتیں ضائع ہو گئیں۔ ولیم میور نے وائل کے حوالے جگہ جگہ دیئے ہیں۔ وائل کے حوالے اگرچہ دوسرے لوگوں نے بھی دیئے ہیں لیکن اس نے بھی قرآن مجید براہ راست پڑھنے کی بجائے تراجم ہی سے استفادہ کیا ہے۔

ترتیب قرآن کے حوالے سے مستشرقین کی تحقیقات کی علمی و تحقیقی حیثیت اور حقیقت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ آپس میں خود ہی تضادات کا شکار ہیں۔ مثلاً ولیم میور کے نزدیک سورۃ الفاتحہ کا نمبر ترتیب زمانی کے اعتبار سے چھٹا ہے۔ راڈویل کے نزدیک اس کا آٹھواں اور نوئل یکے کے نزدیک اڑتالیسواں نمبر ہے۔ جبکہ آرتھر جفری اسے قرآن سے خارج قرار دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اجمل نے ایک نقشہ تیار کیا ہے کہ مستشرقین کس طرح مختلف سورتوں کی ترتیب کے بارے میں ایک دوسرے سے باہم مختلف ہیں۔ ترتیب قرآن کے بارے میں مستشرقین کے نقطہ نگاہ کا ایک کمزور پہلو یہ ہے کہ مستشرقین ایک دوسرے کی تقلید پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ مثلاً ۱۸۶۰ء میں میور نے سورتوں کو نزولی ترتیب سے مرتب کیا۔ ۱۸۹۴ء میں Hughes نے اسی کا حوالہ دیا۔ پھر رچرڈ بل نے ۱۹۵۸ء میں اس کی تقلید کی۔ نوئل یکے نے بھی ایسے ہی کیا ہے۔

ترتیب قرآن کا مسئلہ ہو یا کوئی اور پہلو، مستشرقین معمولی باتوں میں بھی خلاف حقیقت بات کرنے میں ذرہ نہیں چوکتے مثلاً Lamman کہتا ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں آخرت کا ذکر آیا ہے وہ مدنی دور کی سورتیں ہیں۔ قرآن کے نزول کی تاریخ کا معمولی سا مطالعہ رکھنے والا شخص یہ جان سکتا ہے کہ آخرت کا ذکر تو مکی دور میں کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کے تاریخ کے مطالعے کی کیفیت اور معیار کیا ہوگا۔ رچرڈ بل اتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے لوگوں کی اخلاقی تربیت مدینہ میں کی ہے آپ نے مدینہ طیبہ میں ہی فساد کی مذمت کی۔

مستشرق آرتھر جفری سورة الفاتحہ کو قرآن سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس میں انسان اللہ سے باتیں کرتا ہے اور باقی قرآن میں اللہ تعالیٰ انسانوں سے باتیں کرتا ہے۔ آرتھر جفری کو شاید یہ معلوم نہیں کہ صرف سورة الفاتحہ میں ہی انسان اللہ سے مخاطب نہیں ہے، بلکہ قرآن کے متعدد مقامات پر ایسا اسلوب موجود ہے مثلاً سورة البقرة کی آیت نمبر ۲۸۶

لَا يَكْلَفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفُ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ .

سورة آل عمران کی آیت نمبر (۸)

ربنا لا ترغ قلوبنا بعداذ هدىتنا

سورة الاعراف کی آیت نمبر (۲۳)

قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ
سورة الحشر کی آیت (۱۰)

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

اور اس طرح کے بہت سے مقامات پر ایسا ہی اسلوب موجود ہے۔

ترتیب قرآن کے بارے میں لکھتے ہوئے مستشرقین کی تحقیقات میں کہیں بھی یقین و اعتماد

موجود نہیں ہے۔ ہمیں تمام مستشرقین کے ہاں Might have, Might be, May be جیسے الفاظ نظر آئیں گے۔ جب ہر جگہ بے یقینی ہو، مآخذ کمزور اور ناقابل اعتبار ہوں، تحقیقات کے نتائج میں باہم تضاد اور اختلافات ہوں اور مستشرقین خود اس بات کا اعتراف بھی کریں کہ قرآن کو نزولی ترتیب سے مرتب کرنے میں ہم ناکام ہوئے ہیں تو اس تحقیق کا مقام ان معتبر احادیث و روایات کے سامنے کیا ہو سکتا ہے ۲۹ جو صحت کے اعتبار سے نہایت قابل اعتماد ہوں اور واقعات و شواہد اور عقلی

دلائل یہی بات واضح کر رہے ہوں کہ قرآن عہد نبوی میں ہی توقیفی ترتیب میں موجود تھا۔

مستشرقین کے نزدیک قرآن کی ترتیب کا ایک دوسرا اصول یہ دکھائی دیتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا اس کے رد عمل میں آپ ﷺ قرآن تیار کرتے گئے اور اسی ترتیب سے اسے مرتب کر لیا گیا۔ مستشرقین کا خیال ہے کہ آپ ﷺ کے جذبات و احساسات میں تبدیلی آتی گئی اور آپ ﷺ کی نفسیاتی کیفیات کی بنیاد پر قرآن مرتب ہوتا رہا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جوش و خروش والی آیات مکی ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ مدنی ہیں۔ لیکن انہی میں سے دوسرا طبقہ اس نقطہ نگاہ کو رد کرتا ہے۔

برش فیلڈ (HIRSCH FELD) لکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تقریروں میں سنجیدہ غور و فکر پایا جاتا ہے جوش و خروش کے نظریے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا پھر جوش و خروش بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک جوش و خروش مستقل ہوتا ہے اور وہ انسان کے اندر زندگی بھر قائم رہتا ہے۔ دوسرا جوش و جذبہ محض وقتی ہوتا ہے (گویا اس کے خیال میں جوش و جذبہ کی بنیاد پر آیات کو ترتیب نہیں دیا جاسکتا) اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ صورتیں جن میں زور بیان اور جوش و جذبہ پایا جاتا ہے صرف ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے خیال میں اگر یہ بات مان لی جائے کہ جوش و جذبہ اور زور بیان آپ ﷺ میں مکہ میں ہی تھا تو ماننا پڑیگا کہ سورۃ العلق میں حضرت محمد ﷺ میں اصلی جذبہ موجود نہ تھا جو سراسر غلط ہے۔ ۳۰

مارگولیتھ نے بھی اس سلسلے میں بھی اظہار خیال کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ رسول ﷺ کے مفروضہ نفسیاتی ارتقاء پر کسی سورت کی تاریخ کو منحصر سمجھنا فطری طور پر ایک غیر علمی طریقہ ہے اور نہ ہی اس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے علم کی ترقی کو اس ترتیب کی بنیاد قرار دیکر کچھ فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ سپرینگر لکھتا ہے کہ 617 عیسوی میں حضرت محمد ﷺ کو معلوم ہوا کہ بوڈ اور صالحؑ کی کہانیوں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں آپ ﷺ نے ان واقعات کا ذکر کرنا چھوڑ دیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کا ذکر سورۃ نمبر 9 کی آیت نمبر 71 میں کیا ہے جبکہ احادیث میں آتا ہے کہ یہ سورۃ قرآن کی آخری یا اس سے پہلی سورۃ ہے۔ ۳۱

قرآن مجید کے عہد نبوی میں مرتب شکل میں مرتب ہو چکنے پر شواہد:

ہمارے پاس ایسے لاتعداد دلائل و شواہد موجود ہیں جن کی بنیاد پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سورتوں کی ترتیب و تشکیل، ان میں آیات کی تعداد، آیات کی ترتیب عہد نبوی میں ہی مکمل طور پر معروف و مشہور تھی۔

نبی اکرم ﷺ نماز میں سورتوں کی تلاوت فرماتے، صحابہ نے آپ ﷺ کی اسی تلاوت کو آگے روایت کیا مثلاً کتب حدیث کی کتاب الصلوٰۃ میں نمازوں میں نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کی تفصیلات کا ذکر ملتا ہے اسی طرح آپ ﷺ نے لوگوں کو شب و روز کے مختلف اوقات میں مختلف سورتوں کی تلاوت کی ترغیب دی اور ان کے فضائل بیان فرمائے۔ اس سلسلے میں بخاری، کتاب فضائل قرآن، باب کاتب النبی ﷺ حدیث نمبر 4989، 4990، 4993، 4994، 4995، 4996، 5006 تا 5016، مسلم شریف، کتاب فضائل قرآن و ما يتعلق بہ، باب فضل قراءة القرآن کی احادیث 1872 تا 1892 بھی اس کی مثال ہیں۔ چند احادیث کی مزید مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حدیث ہے۔

عن معقل بن یسار عن النبی صلعم قال من قال حين یصبح ثلث مرت
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم فقرا ثلث آیات من اخر سورة
الحشر و کل اللہ بہ سبعین الف ملک یصلون علیہ حتی یمسی وان مات فی
ذلک الیوم مات شہیداً۔ ۳۲

معقل بن یسار سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا جس نے صبح تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو ستر ہزار فرشتے اس پر ایسے مقرر ہوں گے جو شام تک اس کے لیے دعائے رحمت کریں گے اور اگر وہ اس دن مر جائے تو وہ شہید مر جائے گا۔

عن جبیر بن نفیر ان رسول اللہ صلعم قال ان اللہ ختم سورة البقرة بایتین اعطیتھا من کنزہ الذی تحت العرش فتعلموھن و علموھن نساء کم فانھا صلوۃ

وقربان ودعاء. ۳۳

جبیر بن نفیر سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ کو ایسی دو آیات پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس کے عرش کے خزانے سے ملی ہیں تم انہیں خود بھی سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ رحمت ہے اور دعا ہے اور عبادت ہے۔

اسی طرح کی ایک حدیث جو حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ سورۃ الکہف کی تلاوت کی برکت سے دجال کے شر سے نجات ملتی ہے۔ ۳۴

عن انس، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بن كعب ان الله امرني ان اقرأ عليك القرآن قال آله سمانى لك؟ قال نعم، قال: وقد ذكرت عند رب العالمين؟ قال نعم فدرفت عيناه وفي رواية، ان الله امرني ان اقرأ عليك (لم يكن الذين كفروا) قال وسماني قال: "نعم" فيكي. ۳۵

انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے ابی ابن کعبؓ سے فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں۔ پھر انہوں نے کہا کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور میں نے اللہ رب العالمین کے سامنے نام لیا۔ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں سورۃ البینہ پڑھ کر سناؤں۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلعم من قرأ سورة (الواقعة) في كل ليلة لم لصبه فاقة ابداً. ۳۶

ابن مسعودؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا جو شخص ہر رات کو سورۃ الواقعة پڑھے وہ کبھی محتاج نہیں ہوگا۔ عن علی قال سمعت رسول الله صلعم يقول لكل شئ عروس وعروس

القرآن الرحمن. ۳۷

علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہر شے کی زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۃ الرحمن ہے۔

عن عقبۃ بن عامر قال قلت يا رسول الله صلعم اقرأ سورة هود او سورة

یوسف قال لن تقرء شیا ابلغ عند الله من قل اعوذ برب الفلق. ۳۸

عقربن عامر سے روایت ہے میں نے حضورؐ سے عرض کیا سورۃ ہود اور سورۃ یوسف پڑھا کروں آپؐ نے فرمایا معوذتین اس سے زیادہ بلیغ ہے۔

عن انس قال قال رسول الله صلعم ان لكل شی قلباً وقلب القرآن یس. ۳۹
انسؓ سے روایت ہے حضورؐ نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۃ یس ہے۔
بخاری شریف میں روایت ہے۔

قال عبد الله ابن مسعود قد علمت النظائر التي كان النبي صلعم يقرأهن اثنين اثنين
فی کل رکعة مقام عبد الله ودخل معه علقمة وخرج علقمة فسالنا و فقال عشرون
سورة من اول المفصل على تالیف ابن مسعود اخر هن من الحوامیم حم الدخان
وعم يتساء لون. ۴۰

ابن مسعودؓ نے کہا میں ان مماثل سورتوں کو جانتا ہوں جن کی دو دو سورتیں حضورؐ ایک ایک
رکعت میں پڑھتے تھے۔ لوگوں نے علقمہ سے ان سورتوں کو دریافت کیا تو علقمہ نے جواب دیا کہ ابن
مسعودؓ کی ترتیب کے مطابق اول مفصل میں سبیس سورتیں ہیں ان میں آخر حم الدخان اور عم
یتساء لون ہے۔

عن جابر ان النبي صلعم كان لا ينام حتى يقرأ الم تنزيل وتبارك الذي

بيده الملك. ۴۱

جابر کہتے ہیں حضورؐ اُس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک
تلاوت نہ فرمالیتے۔

بخاری اور مسلم دونوں میں روایت موجود ہے۔ ام فضل کہتی ہیں۔

میں نے حضورؐ کو مغرب کی نماز میں سورۃ المرسلات پڑھتے سنا۔ ۴۲

انہی دونوں کتابوں میں روایت ہے حضرت جابر کہتے ہیں۔

كان النبي صلعم يقرأ في الفجر بق والقرآن المجيد ونحوها. ۴۳

حضورؐ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز میں سورۃ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ابو ہریرہؓ سے اسی طرح کی روایت ہے کہ حضورؐ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر پڑھا کرتے تھے۔ ۴۴۔

ان کے علاوہ بہت سی ایسی روایات ہیں جن میں حضورؐ کے مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں تلاوت کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

مشکوٰۃ میں حضرت ابن عباسؓ کے جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون پڑھنے کا ذکر ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضورؐ کو ایسا ہی کرتے ہوئے سنا ہے۔ ۴۵۔

مسلم شریف میں ہے نعمان کہتے ہیں حضورؐ عیدین اور جمعہ میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ ۴۶۔

اسی طرح کی ایک روایت میں ان اوقات میں سورۃ ق اور سورۃ القمر پڑھنے کا ذکر ہے۔ ۴۷۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضورؐ نے سورۃ الاعراف مغرب کی دو رکعتوں میں پڑھی۔ ۴۸۔

عبداللہ ابن عقبہ بیان کرتے ہیں حضورؐ نے مغرب میں سورۃ الدخان پڑھی۔ ۴۹۔

حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے رات کی نماز میں سورۃ بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں۔ ۵۰۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے روایات کی بنیاد پر کچھ شواہد پیش کئے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی ترتیب توقیفی ہے۔

۱۔ زید ابن ثابتؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔

کنا عند النبی صلعم ننولف القرآن من الرقاق (ہم نبی اکرمؐ کے سامنے بیٹھے قرآن مجید کو پرچوں سے مرتب کیا کرتے تھے) نولف القرآن کی وضاحت امام بیہقی یوں کرتے ہیں کہ تالیف کا معنی لکھنا ہی نہیں بلکہ ترتیب کے ساتھ لکھنا مراد ہے۔ ۵۱۔

۲۔ اس سلسلے میں دوسری روایت یہ ہے جسے مسند امام احمد بن حنبل۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی ابن حبان اور حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عثمان

سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ الانفال اور سورۃ برآۃ کو باہم ملا دیا ہے۔ (حالانکہ سورۃ الانفال مثنائی اور سورۃ برأت مبین میں سے ہے) اور پھر آپ نے ان کے درمیان بسم اللہ بھی نہیں لکھی۔ پھر آپ نے ان دونوں سورتوں کو ملانے کے بعد سات بڑی سورتوں میں شامل کر دیا ہے۔ اس پر عثمانؓ نے جواب دیا کہ سورۃ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور سورۃ برآۃ سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ سورۃ انفال اور برأت کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔ اس لیے میں نے گمان کیا کہ سورۃ برآۃ، انفال ہی کا حصہ ہے۔ ان وجوہ سے میں نے ان دونوں سورتوں کو ساتھ ساتھ کر دیا اور ان کے درمیان بسم اللہ نہیں لکھی۔ ۵۲

گویا حضرت عثمانؓ نے ایسا کام کیا جس پر لوگوں کو تعجب ہوا اور اس کی وجہ ان سے پوچھی گئی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرمؐ نے جو ترتیب دی تھی اس کے برعکس دیکھ کر صحابہؓ کو تعجب ہوا تھا۔ ۵۳

۳۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے عہد نبویؐ میں قرآن کی توقیفی ترتیب موجود ہونے کے حق میں ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ عثمان بن العاصؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرمؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آپؐ نے آنکھ پھیلا کر دیکھا اور پھر نظر جھکالی اور فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور مجھ سے سورۃ النحل کی آیت **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ** کے بارے میں فرمایا کہ اس آیت کو سورت کی فلاں آیت کے بعد رکھیں۔

علامہ سیوطی نے عہد نبویؐ میں ہی آیات کے توقیفی ترتیب پر موجود ہونے کی یہ دلیل دی ہے کہ بخاری میں ابن زبیر سے روایت کیا ہے کہ میں نے عثمان سے کہا کہ **وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ** (آیت نمبر 240 سورۃ البقرۃ) کو دوسری آیت نمبر 234 نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس آیت کو قرآن میں نہ لکھو عثمانؓ نے جواب دیا۔

یا ابن امی لا اغیر شیاء منہ من مکانہ۔ (میں اس قرآن کی کسی بھی شے کو اس کی

جگہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ ۵۵

قرآن مجید کے عہد نبوی میں مرتب شدہ ہونے کے بارے میں علمائے امت کی رائے:

علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان میں ایک مستقل فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے
الاجماع والنصوص المترادفة على ان ترتيب الايات توقيفى لا شبهة فى ذلك
یعنی اس اجماع اور ان مترادف نصوص کے بیان میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آیات کی ترتیب بلاشبہ
توقیفی ہے۔ ۵۶

اس کے بعد علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ

اما الاجماع فنقله غير واحد منهم الزر كشي فى البرهان وابو جعفر بن
الزبير فى مناسبة وعبارته ترتيب الايات فى سورها واقع بتوقيفه صلی اللہ علیہ وسلم وامره من
غير خلاف فى هذا بين المسلمين . ۵۷

ترجمہ: اس بارے میں اجماع کو بہت سے لوگوں نے بیان کیا ہے ان میں ایک زرکشی ہیں
انہوں نے اپنی کتاب البرہان میں اور ابو جعفر بن زبیر نے اپنی کتاب مناسبات میں اس کا ذکر کیا ہے
اور اسکی عبارت یہ ہے کہ آیات کی ترتیب اپنی اپنی سورتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیف (ہدایت) اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی ہے۔ اور اس بارے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علامہ مکی اور
دیگر علماء کا قول ہے کہ سورتوں کے اندر آیات کی ترتیب نبی اکرم کے ایما سے ہوئی۔ ۵۹ قاضی ابوبکر
الانصار میں لکھتے ہیں۔

آیات کی ترتیب کا خیال رکھنا ایک واجب اور لازمی امر ہے۔ کیونکہ جبریل یہ کہہ دیا
کرتے تھے کہ فلاں آیت فلاں جگہ رکھو۔ ۶۰

قاضی ابوبکر فرماتے ہیں۔

قرآن کی ترتیب اور نظم اسی انداز پر ثابت ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کا نظم فرمایا اور
حضور اکرم نے اسے سورتوں کی آیات کے یکے بعد دیگرے رکھنے سے ترتیب دیا نہ اس میں سے کسی
پچھلی سورت کو اگلی بنایا اور نہ اگلی کو پچھلی بنایا۔ پھر امت نے ہر ایک سورت کی آیات کی ترتیب ان کی

جگہوں اور موقعوں کو اس طریق پر ضبط کیا جس طرح نبی اکرمؐ سے خاص قرأتوں کو اور تلاوت کرنا سیکھا۔ ۱۱۔

ابن وہب کہتے ہیں کہ میں نے مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ

انما تؤولف القرآن علی ما کانوا یسمعون من النبی. ۱۲۔
قرآن کی تالیف اسی انداز پر کی گئی ہے جس ترتیب و انداز پر صحابہؓ اسے حضورؐ سے سنا کرتے تھے۔
علامہ بغوی شرح السنۃ میں لکھتے ہیں۔

صحابہ نے قرآن مجید اسی طرح لکھ لیا جس طرح انہوں نے نبی اکرمؐ سے سنا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی ترتیب بھی وہی ہے جو نبی اکرمؐ نے بتلائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو قرآن کے نازل شدہ حصوں کی تلقین اسی ترتیب پر فرمائی تھی جو آج ہمارے مصاحف میں پائی جاتی ہے۔ اس ترتیب سے جبریل نے نبی اکرمؐ کو آگاہ کیا تھا۔ عہد صدیق اکبرؓ میں صحابہ نے صرف قرآن جمع کیا تھا نہ کہ اسے نئی ترتیب دی تھی ۱۳۔

ابن الحصار نے اسی طرح کا نقطہ نگاہ بیان کیا ہے کہ سورتوں کی ترتیب اور آیات کا ان کی جگہوں پر رکھنا محض وحی کے ذریعے سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلاں جگہ پر رکھو اور اس ترتیب کا یقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی نسبت متواتر نقل کے ذریعے سے حاصل ہوا ہے۔ ۱۴۔
ابو بکر ابن الانباری کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ ترتیب جبریل نے حضور اکرم ﷺ کو بتلائی جو کوئی اس ترتیب میں مداخلت کرتا ہے وہ نظم قرآن میں خلل ڈالے گا۔ اسی طرح کے نقطہ نگاہ کا اظہار علامہ کرمانی نے البرہان میں کیا ہے۔ ۱۵۔ شاہ ولی اللہ اس سلسلے میں ازالۃ الخلفاء میں لکھتے ہیں۔ ۱۶۔
جمع کرو قرآن، بکھورو آنحضرتؐ و ترتیب دادہ و بود آن را۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں۔
من قال ان تقسیم الایات وترتیب مواضع سورہ فعلہ الناس لیس من عند اللہ، فقد کذب هذا جاهل و افک افتراء. ۱۷۔

جس شخص کا یہ خیال ہو کہ آیات کی تقسیم اور سورتوں کی موجودہ ترتیب انسانی کاوش کا نتیجہ ہے اور یہ اللہ کی طرف سے نہیں تو وہ شخص جھوٹا اور جاہل ہے اور یہ بات اس کی اپنی من گھڑت ہے۔

ترتیب توقیفی پر عقلی دلائل

اگر خالص عقلی بنیادوں پر بھی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سمجھنے میں کوئی دقت باقی نہیں رہ جاتی کہ یہ ترتیب لوگوں کی دی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کسی ایک ہی ہاتھ کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ وہ ہاتھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عہد نبوی میں قرآن مجید کسی نظم و اصول کے تحت مرتب نہیں کیا گیا تھا اور اس کی ترتیب بے ہنگم اور غیر یقینی ہے۔ اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عہد نبوی کے بعد لوگوں نے قرآن مجید کسی اصول اور قاعدے کے بغیر جیسا چاہا مرتب کر لیا۔

فرض کریں دو اعداد ہیں۔ آپ انہیں دو طریقوں سے ترتیب دے سکتے ہیں۔ یعنی (۲،۱) اور (۱،۲) اگر اعداد کی تعداد تین ہو تو انہیں (۱،۲،۳) (۲،۳،۱) (۳،۱،۲) (۱،۳،۲) (۲،۱،۳) اور (۳،۲،۱) یعنی چھ طریقوں سے مرتب کیا جاسکتا ہے۔ اگر فرض کریں کہ ہمارے پاس سات اعداد ہیں۔ تو ہم انہیں (۱،۲،۳،۴،۵،۶،۷) یعنی 5040 طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔ جوں جوں اعداد کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہیں مرتب کرنے کے امکانات کی تعداد، ہر عدد کے اضافے کے بعد ہزاروں کے حساب سے بڑھتی چلی جائے گی۔ فرض کریں کہ سورۃ الفاتحہ کی آیات کی ترتیب کے بارے میں ہمارا خیال اگر یہ ہو کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ترتیب نہیں دیا تھا اور آپ کے بعد لوگوں نے اپنی مرضی سے اسے ترتیب دیا تو مذکورہ بالا فارمولے کے مطابق صرف سورۃ الفاتحہ کو 5040 طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔ اگر پورے قرآن مجید کے بارے میں ہمارا خیال ہو کہ یہ عہد نبوی میں ایک ہی ترتیب پر نہ تھا اور صحابہؓ نے اجتہاد سے اسے مرتب کیا تو پھر لاکھوں نہیں کروڑوں طریقوں پر اسے مرتب کرنے کے امکانات موجود ہوں گے۔

اس صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عہد صدیق اکبرؓ میں قرآن مجید جمع کرتے وقت ایک ہی طریق ترتیب پر لوگوں کا اجماع کیوں کر ممکن ہو سکا؟ محض اٹھارہ ماہ کی مدت میں یہ سارا کام کسی اختلاف کے بغیر کیوں کر بنایا گیا۔ یہ سارا کام اسی صورت میں ممکن ہوا کہ ان حضرات کے سامنے آیات کو ترتیب دینا کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں کیونکہ نبی اکرمؐ کو اللہ تعالیٰ نے یہ ترتیب بتا دی ہوئی تھی۔ اگر ہم اس مسئلے کو ایک انسانی تصنیف کے زاویے سے دیکھیں تو عقل اس بات کو تسلیم نہیں

کرتی کہ کسی مصنف کی ایسی کتاب بھی ہو سکتی ہے کہ اس کے فقرات اور مضمون تو ایک مصنف نے تخلیق کئے ہوں اور ان الفاظ کو جوڑ کر فقرات اور عبارت کسی دوسرے نے بنائی ہو۔

علماء نے اس سلسلے میں تحقیقات کی ہیں کہ قرآن کی آیات اور سورتوں کے درمیان گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ ایک سورۃ کا اختتام اور اگلی سورت کا آغاز ایک ہی مضمون کا تسلسل ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ النساء کا اختتام اور سورۃ المائدہ کا آغاز ایک ہی مضمون کا تسلسل ہوتا ہے۔ مثلاً سورۃ نساء کا اختتام اور سورۃ المائدہ کا آغاز ایک ہی موضوع کا تسلسل ہے۔ سورۃ الواقعہ کا اختتام اور الحدید کا آغاز، الحجر کا اختتام اور النحل کا آغاز مضمون کے تسلسل کی واضح مثالیں ہیں۔ یہ ربط بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ ربط بے ضابطہ ترتیب کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ ہمیں چھ سورتیں، المائدہ، النساء، الواقعہ، الحدید، الماعون اور الکھثر ترتیب دینی ہیں۔ ریاضیاتی اصول کے تحت ہم انہیں آپس میں $720 = 6 \times 5 \times 4 \times 3 \times 2 \times 1$ طریقوں سے مرتب کر سکتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان سورتوں کو قرآن مجید کی موجودہ ترتیب میں تو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ ہر سورت کا دوسری سورت سے باقاعدہ ربط پایا جاتا ہے تو پھر ان سات سو بیس طریقوں میں سے صرف ایک طریقہ کس اصول کی بنیاد پر ہاتھ لگا اور اسے اختیار کر لیا گیا جو ان کی ترتیب کا بہترین طریقہ تھا۔ اس ترتیب کو محض اتفاق تو نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اتفاق تو ایک مرتبہ یا چند مرتبہ پیش آ سکتا ہے مگر ایک ہی طرح کے لاکھوں واقعات کو محض اتفاق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ سورتوں کی ترتیب میں ایک عظیم ربط موجود ہے اور اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یہ ترتیب یا تو خود صاحب قرآن کی دی ہوئی ہے۔

۲۔ یہ ترتیب محض ایک معجزہ ہی ہے۔

دونوں صورتوں میں یہ بات یقینی ہے کہ یہ کام امت کا نہیں ہے۔ اس لیے ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ یہ ترتیب کسی انسان کی دی ہوئی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہی دی ہوئی ہے۔

موجودہ ترتیب قرآن کو الہامی مانے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ آپ فرض کریں کہ ایک شخص

کو قرآن اس طرح یاد ہے کہ پہلے سورۃ الناس، پھر فلق، پھر کوثر، پھر اخلاص دوسرے شخص کو فلق، کوثر، اخلاص کی ترتیب سے یاد ہے۔ تیسرے شخص کو ایک تیسری ترتیب سے یاد ہے۔ یہ تینوں حضرات اپنے پاس لکھا ہوا قرآن لے کر جمع صدیقی کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور انہیں ان سورتوں کو ان لوگوں سے لے کر قرآن کے مصحف میں مرتب انداز سے لکھنا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سورتوں کو کس اصول کے تحت لکھا ہوگا؟ اس ترتیب کو یوں ہی رہنے دیں؟ قرآن اندازہ سے ترتیب متعین کر لیں یا استخارہ کیا ہوگا؟ یا محض اتفاق کی بنیاد پر مرتب کریں؟ ہمیں ایسی کوئی روایت نہ مسلمانوں کے ذرائع سے ملتی ہے اور نہ ہی کسی مستشرق نے پیش کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اس طرح کی کوئی مشکل پیش آئی ہو۔ اگر اس طرح کی دو چار مشکلات بھی پیش آجاتیں تو جمع قرآن کی کاروائی تو طویل عرصے تک پھیل سکتی تھی۔ جبکہ یہ کام صرف اٹھارہ ماہ میں مکمل ہو گیا۔

گزشتہ سطور میں پیش کی گئی تفصیلات سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ اگر پورے قرآن کی آیات کو لوگوں نے ایک دوسرے سے مختلف ترتیب کے ساتھ یاد کیا اور لکھا ہوتا تو پھر عہد صدیق میں ترتیب قرآن کے حوالے سے اس قدر اختلافات سامنے آجاتے کہ قرآن کو جمع کرنا ناممکن ہو جاتا۔ ایسا بھی نہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جبراً ایک ترتیب کو لوگوں پر مسلط کر دیا ہو۔ جبراً مسلط کرنے کی کوئی روایت کسی کمزور ترین مغربی یا مشرقی ذریعے سے پیش نہیں کی گئی اور نہ ہی صحابہ کرامؓ کسی طرح کے جبر کو قبول کر سکتے تھے۔

اپنی وفات سے چند ماہ قبل نبی اکرم صلعم نے عرصہ اخیرہ میں دو مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ کیا دونوں مرتبہ آپ نے الگ الگ ترتیب کے ساتھ سنایا تھا یا ایک ہی ترتیب سے سنایا اس موقع پر حضرت ابی ابن کعبؓ اور حضرت زید ابن ثابتؓ دونوں موجود تھے۔ جب انہوں نے نبی اکرمؐ سے قرآن سنا تو اگر ان کے حفظ کئے ہوئے قرآن کی ترتیب حضور اکرمؐ کی ترتیب سے مختلف تھی تو انہیں یہ بات کیوں نہ کھلکی کہ جس ترتیب سے حضور قرآن سنا رہے ہیں کیوں نہ اسی ترتیب سے اپنے نسخے ترتیب دے لیں۔

بعض ایسی روایات ملتی ہیں کہ نبی اکرمؐ نے نماز کی پہلی رکعت میں سورۃ آل عمران اور

دوسری رکعت میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت فرمائی۔ اس روایت سے بظاہر یہ تاثر ابھرتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہ تھا ورنہ اس ترتیب کے ساتھ آپؐ نہ پڑھتے۔ اس روایت کی وضاحت اگر اس طرح سے کی جائے تو اصل مسئلے کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی کہ راوی اس پر اچنبھے کا اظہار کر رہا ہے کہ آپؐ نے اس ترتیب کے ساتھ قرآن پڑھا اگر اس وقت ترتیب نہ دے دی گئی ہوتی تو صحابی کے تعجب کا کوئی معنی نہ تھا۔ اس کے علاوہ نبی اکرمؐ سے ایسی روایات بھی ثابت ہیں کہ آپؐ نے معکوس ترتیب سے قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔ گویا اگر ترتیب ایک طے شدہ بات نہ ہوتی تو پھر معکوس ترتیب کا تو کوئی سوال ہی نہ تھا۔

مستشرقین نے قرآن مجید کی ترتیب تو قیفی کی موجودگی کے برعکس یہ نقطہ نگاہ اختیار کیا ہے قرآن محض سورتوں کی طوالت اور آیات کی تعداد کی بنیاد پر مرتب کر لیا گیا ہے۔ جب ہم قرآن کی سورتوں کی ترتیب میں سورتوں کی طوالت اور آیات کی تعداد کے اعتبار سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ نقطہ نگاہ درست ثابت نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن کے ایک حزب میں موجود سورتوں کی آیات کی تعداد کا جائزہ لیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

111	سورۃ بنی اسرائیل کی آیات کی تعداد
110	سورۃ الکہف کی آیات کی تعداد
98	سورۃ مریم کی آیات کی تعداد
135	سورۃ طہ کی آیات کی تعداد
112	سورۃ الانبیاء کی آیات کی تعداد
78	سورۃ الحج کی آیات کی تعداد
118	سورۃ المؤمنون کی آیات کی تعداد
64	سورۃ النور کی آیات کی تعداد
77	سورۃ الفرقان کی آیات کی تعداد

اس ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب کوئی میکا کی عمل نہیں

ہے۔ کیونکہ آیات کی تعداد کم و بیش ہو رہی ہے بلکہ یہ اللہ کی طرف سے دی ہوئی ترتیب ہے۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ ایسے شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو قرآن کو الٹی ترتیب سے پڑھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ایسا شخص میڑھے دل والا ہے۔ یہ بات بھی بالکل واضح اور قابل فہم ہے کہ جو کلام لوگوں کے حافظوں میں موجود ہو اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی ترتیب ضرور ہونی چاہیے۔

اگر ہر شخص نے قرآن الگ الگ انداز اور ترتیب سے یاد کیا ہوتا تو عہد صدیق اکبرؓ بلکہ اس سے بھی ہر شخص کے حافظے میں الگ الگ ترتیب سے قرآن یاد ہوتا جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ نمازوں میں قرآن پڑھتے تھے تراویح میں سنتے تھے اور کبھی کسی طرح کا اختلاف سامنے نہیں آیا۔

☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

- ۱۔ سیوطی، جلال الدین، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن، فاران اکیڈمی لاہور۔ جلد اول، صفحہ 76
- ۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کاتب النبی۔ حدیث نمبر 4990
- ۳۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (اردو ترجمہ پروفیسر محمد رفیق) مکتبہ قرآنیات لاہور، صفحہ 131۔
- ۴۔ القیلة: 16-19
- ۵۔ علامہ جلال الدین نے الاتقان میں اس کی روایت کی وضاحت کر دی ہے۔ دیکھئے سیوطی، الاتقان، جلد اول، صفحہ 77۔
- ۶۔ Arberry Arthur, The Koran Interpreted, Allen and Unwin London, 1955. P. 18, 19
- ۷۔ Johnstone, De, Lecay P. 197

- Nicholson, R.A, Preface of Translation of the Koran ۸-
by Palmer.Oxford University Press, London, 1928..
- Lane Poole, Stanely, Studies in Mosque Khayat ۹-
Beirut 1966.P.124-126
- Kritzech, James, Peter The Vererable and ۱۰-
Isam,Princeton University Press, . 1964 . P.29.
- Dawood, N.J., The Koran, London, 1956. P-II ۱۱-
- Rom Randau, Islam and the Arabs, George Allen ۱۲-
and Unwin London, N.D. P.25
- Frost, S.E, The Sacred writings of world Great ۱۳-
Religions, P. 307
- Rodwell, J.M. The Koran, Dentt , London, 1909.P.7 ۱۴-
- IBID P.7 ۱۵-
- Jeffery, Arthur, Marterial For The Study of the Text ۱۶-
of The Quran, E.J.Brill, London.1937 P. 16
- Margoliouth, D.S., Article "The Koran" ۱۷-
Encyclopedia of Religion and Ethics, T and Tclark
Edinburgh, 1930, P-69-70.
- ۱۸- اجمل، ڈاکٹر، ترتیب نزول قرآن مجید، کتب خانہ عزیز، دہلی 1941 صفحہ 21
- Noldeke, Theodor, Sketch as From Eastern History ۱۹-
Khayat Beruit, P, 40-41, 51.
- ۲۰- اجمل، ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 22

Watt, Montgomery, Muhammad At Makkah Oxfor, ۲۱-

1953. P 60

۲۲- بحوالہ ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 22

Hirshcfeld, New Reshearches into the ۲۳-

composition and Exegeses of the Quran Univerisity of

London, 1902.P.33-36

۲۳- ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 21

Sketches From Eastern History, P, 40-41, 51. ۲۵-

Mingana, Dr. Leaves From Three Ancient Korans, ۲۶-

Cambridge University Press, 1914. P, 40

Hirshcfeld, New Researches in to the Composition ۲۷-

and Exegeses of The Quran, P. 42

Noldeke, Sketches from Estern History, Khayat, ۲۸-

Beruit, P. 42

Margoliouth, D.S., Mohammadanism, (i) ۲۹-

Butterworth London, 1928. P.69-70

Bell, Richard, Introuduction to the Quran, Edinburgh (ii)

University Press, Edinburgh, P. 113

Lane Poole, Stanley, Studies in Mosque, Khayat, (iii)

Beruit P. 124-126

(iv) اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد اجمل، ترتیب نزول قرآن مجید، صفحہ 21 تا 26

Khalifa, Muhammad, The sublime Quràn and (v)

- orientalism, Longman Londaon, 1983. P. 56
- ۳۰- Hirshfeld, New Researches in to the Composition and Exegeses of the Quran, P.35,36.
- ۳۱- Margoliouth, Encyclopaedia of Religion and Ethics, Vol. X, Page 545
- ۳۲- خطیب تبریزی، ولی الدین، مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، صفحہ 665
- ۳۳- ایضاً، جلد اول، صفحہ 669، روایت نمبر 2173
- ۳۴- ایضاً، جلد اول، صفحہ 658، روایت نمبر 2126
- ۳۵- ایضاً، جلد اول، صفحہ 674، روایت
- ۳۶- ایضاً، جلد اول، صفحہ 670، روایت نمبر 2181
- ۳۷- ایضاً، جلد اول، صفحہ 670، روایت نمبر 2180
- ۳۸- ایضاً، جلد اول، صفحہ 667، روایت نمبر 2164
- ۳۹- ایضاً، جلد اول، صفحہ 670، روایت نمبر 2178
- ۴۰- بخاری، جلد سوم، صفحہ 396، باب تالیف القرآن۔ لائسنڈن ایڈیشن
- ۴۱- مشکوٰۃ جلد اول، صفحہ 665، روایت نمبر 2155
- ۴۲- ایضاً، جلد اول، صفحہ 265، روایت نمبر 832
- ۴۳- ایضاً، جلد اول، صفحہ 265، روایت نمبر 835
- ۴۴- ایضاً، جلد اول، صفحہ 266، روایت نمبر 838
- ۴۵- ایضاً، جلد اول، صفحہ 266، روایت نمبر 839
- ۴۶- ایضاً، جلد اول، صفحہ 266، روایت نمبر 840
- ۴۷- ایضاً، جلد اول، صفحہ 266، روایت نمبر 841
- ۴۸- ایضاً، جلد اول، صفحہ 268

- ٣٩- ايضاً، جلد اول، صفحہ 274، روایت نمبر 867
- ٥٠- سيوطي الاقنآن، جلد اول، صفحہ 62
- ٥١- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٢- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٣- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٤- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٥- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٦- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٧- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٨- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٥٩- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٠- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦١- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٢- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٣- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٤- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٥- ايضاً، جلد اول، صفحہ ٤٨
- ٦٦- شاه ولي اللہ، دہلوی، ازالۃ الخفاء، جلد دوم، صفحہ ٥
- ٦٧- ابن حزم، علامہ، کتاب الفصل فی السبل والاصواء والنحل، مطبع الادبیہ، مصر، ١٣٣٠ھ، جلد دوم صفحہ ٣٧



”ومن“ کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ:
 ”میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری امتیں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی
 کہ جس طرح کھانے والے لوگ دسترخوان پر ٹوٹتے ہیں۔“

کسی کہنے والے والے نے کہا کہ جس زمانہ کا آپ حال بیان فرما رہے ہیں اس زمانہ میں
 کیا ہم مسلمان اتنی کم تعداد میں ہوں گے کہ ہم کو نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ٹوٹ
 پڑیں گی؟

آپؐ نے فرمایا نہیں اس زمانہ میں تمہاری تعداد کم نہ ہوگی بلکہ تم بہت بڑی تعداد میں
 ہو گے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ہو جاؤ گے اور تمہارے دشمنوں کے سینہ سے
 تمہاری ہیبت نکل جائے گی اور تمہارے دلوں میں پست ہمتی گھر کر لے گی۔

ایک آدمی نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ یہ پست ہمتی کس وجہ سے آجائے گی۔
 آپؐ نے فرمایا کہ اس وجہ سے یہ ہوگی کہ تم (آخرت سے محبت کرنے کے بجائے) دنیا
 سے محبت کرنے لگو گے اور (خدا کی راہ میں جان دینے کی آرزو کے بجائے) موت سے
 بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔

(ابوداؤد)